اخلاقی زوال اور خاندان کے حوالہ سے تشدد کے استعمال اور خاندان کے تقدس کی پامالی کی کیا کیفیت ہے اور اسے کس طرح بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ یہ اور اس طرح کے مسائل کو مطالعات کا موضوع بنایا جائے تاکہ علمی شہادت کی بنیاد پر لادینی نظام کی ناکامی اور اسلام کے دیے گئے اصولوں کی آفاقیت اور عملیت کو اجاگر کیا جاسکے۔

ان علمی تحقیقات کو نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ملک مختلف زبانوں میں طبع کیا جائے تاکہ عالمی طور پر ایک ایسی اخلاقی قوت وجود میں آئے جس سے خاندان کے بتدریج کم ہوتے ہوئے کردار اور تصور کی اصلاح ہو۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ترکی کی معاشی اور معاشرتی ترقی کا اصل سبب اس کا سیکولر ہونا نہیں بلکہ سیکولرازم سے ایک سوچی سمجھی حکمتِ عملی کے ذریعہ گلوخلاصی حاصل کرنا ہے اس عمل میں ملی گروش، طلاب النور اور گولن تحریک کے تعلیمی اداروں کا بنیادی کردار رہا ہے۔ ان اداروں میں اسلامی اخلاق کی تعلیم پر توجہ دی گئی اور بغیر کسی سیاسی نعرہ کے خاموشی کے ساتھ تربیت کردار کو ہدف بنایا گیا۔ ان اداروں میں سائنسی تعلیم اور عمرانی علوم کی تعلیم کے ساتھ طلبہ کی اخلاقی تعلیم کو مرکزی اہمیت دی گئی۔ یہی افراد تیس سال کے عرصہ میں ترکی کو گمنامی سے نکالنے میں کامیاب ہوسکے۔

پاکستان کے حوالہ سے تمام اسلامی قوتوں کو خصوصاً یہ غور کرنا چاہیے کہ وہ کس طرح آئندہ تیس سالوں میں ایک تعلیمی اور معاشی حکمت عملی کے ذریعہ خاموش انقلاب برپا کرسکتی ہے، سیاسی جدوجہد کا اپنا مقام ہے لیکن جب تک فرد اور خاندان اور معاشرہ میں تعلیم و تربیت کے ذریعہ تبدیلی واقع نہ ہو تنہا سیاسی تبدیلی دیرپا نہیں ہوسکتی۔ عزم نو کے ساتھ جو قدم آج اٹھایا جائے، عالمگیریت کی سامراجی سازشوں کے باوجود وہ ان شاءاللہ روشن مستقبل کو دس قدم قریب لانے کا ذریعہ بنے گا۔

تعارف

جدید عالمگیریت کچھ لوگوں کی نظر میں نو آبادیاتی نظام کی توسیع اور ترقی یافتہ اقوام کی جانب سے ترقی پذیر یا غیر ترقی یافتہ اقوام کے استحصال کا نظام ہے اور کچھ دوسرے افراد کی نظر میں یہ کم ترقی یافتہ اقوام کے لیے آگے بڑھنے کے امکانات کا دروازہ ہے۔

''عالمی گاؤں'' میں نئے سماجی و معاشی تعلقات کے ساتھ ساتھ تہذیبی و مذہبی اور نسلی و لسانی تکثیریت کے مسائل واثرات بھی اہلِ فکر کی توجہات کا مرکز ہیں۔

آج کی مسلم دنیا بالعموم ترقی پذیر ملکوں پر مشتمل ہے۔ تاہم ان متعدد چیلنجوں کا، جو دوسرے ترقی پذیر ملکوں کو بھی درپیش ہیں، سامنا کرنے اور یہ طے کرنے کے ساتھ ساتھ کہ ان سے کیسے نمٹا جائے، مسلم دنیا اسلام کی طرف بھی رجوع کرتی ہے جو اس کے لیے کلیدی قوتِ محرکہ ہے۔ ترقی پذیر ملکوں میں مسلمان اس بارے میں اہم اور فوری نوعیت کے سوالات پوچھ رہے ہیں کہ عالمگیریت کے معاملہ میں اپنے عقیدے کی رُو سے انہیں کیا روّیہ اختیار کرنا چاہیے۔ ان سوالوں کا جواب دینے کے لیے دنیائے اسلام اور مغرب، دونوں جگہ کوششیں کی گئی ہیں۔

اِن میں سے بعض کاوشوں کو آئی پی ایس کی جانب سے شائع ہونے والی کتاب Essays on Muslims and the Challenges of Globalization میں پیش کیا گیا ہے۔ مغرب اور اسلام کے ایک گزشتہ شمارہ (شمارہ نمبر ۳۴، خصوصی شمارہ ۲۰۱۰ء) میں اس کتاب کا ایک حصہ پیش کیا گیا تھا۔ موجودہ شمارے میں حسبِ وعدہ ان منتخب مقالات کا دوسرا حصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ کتاب میں شامل تحریریں عالمِ اسلام اور اس کے ساتھ ساتھ مغرب کے ممتاز دانشوروں کے تحریر کردہ اُن مقالات کا مجموعہ ہے، جو آئی پی ایس کے جرنل 'پالیسی پرسپیکٹیوز' میں وقتاً فوقتاً شائع ہوئے۔ یہ مجموعہ عالمگیریت

کی موجودہ شکل اور مضمرات کے بارے میں بہت سے پریشان کن سوالات کا حقائق پر مبنی تناظر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس حوالے سے اسلامی رویے، غلبہ اسلام کی جدوجہد سے اس کے تعلق اور مسلمان پالیسی سازوں کے لیے اس کی فروعات پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ان تمام مقالات کو اُردو کے قالب میں ڈھالنے کا اہم فریضہ جناب ثروت جمال اصمعی نے انجام دیا ہے۔

''عالمگیریت کا چیلنج اور مسلمان'' (حصہ اوّل) میں چھے مقالات پیش کیے گئے تھے۔اب اس موضوع کے حصہ دوم کے طور پر پیش کردہ ''مغرب اور اسلام'' کے زیرِ نظر شمارے میں پانچ مقالات شامل کیے گئے ہیں۔

پہلا مضمون ڈاکٹر محمد عمر چھاپرا نے ''بین الاقوامی مالیاتی استحکام: اسلامی مالیات کا کردار'' کے عنوان سے تحریر کیا ہے۔اس میں انہوں نے عالمی مالیات نظام پر تنقیدی نظر ڈالی ہے اور خصوصاً پچھلے چار پانچ عشروں کے دوران جنم لینے والے عالمی مالیاتی بحران کے اسباب وعوامل کا جائزہ لیا ہے۔سود کی بنیاد پر چلنے والے بالادست مالیاتی نظام کی داخلی کمزوریوں کو بے نقاب کرتے ہوئے، ڈاکٹر چھاپرا نے ایک نئے معاشی نظام کے متعارف کرائے جانے کی ضرورت کو پرزور دلائل سے واضح کیا ہے۔ اس ضمن میں وہ اسلامی بینکنگ کے اصولوں کی تشریح کرتے ہیں جن کے تحت سود کو ختم کر کے نفع اور نقصان میں شراکت کی بنیاد پر بینکاری کی جاتی ہے۔وہ وضاحت کرتے ہیں کہ اسلامی طریقوں سے کیا جانے والا مالیاتی بندوبست کس طرح حقیقی معیشت کے ساتھ اقتصادی سرگرمیوں میں توسیع اور نقدی کے غیر ضروری پھیلاؤ کو، جس سے فضول خرچی اور عدم استحکام کی راہ ہموار ہوتی ہے، روکنے کا ذریعہ بنے گا۔

اگلے تین مضامین میں، ایسی دنیا میں جہاں عالمگیریت زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کر رہی ہے، امن اور استحکام کے معاملات کا مذہبی تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔ایان مارکھیم دو عیسائی نقطہ ہائے نظر کے بارے میں بتاتے ہیں جن میں سے ایک کی رو سے ہر قسم کی جنگ ناجائز ہے جبکہ دوسرے نقطہ نظر کے مطابق منصفانہ جنگ کی اجازت ہے۔وہ یہ وضاحت بھی کرتے ہیں مسیحی عقیدے کی رو سے

منصفانہ جنگ کی اجازت کن حالات میں دی گئی ہے اور اس کی شرائط کیا ہیں۔

ڈاکٹر انیس احمد نے اس پہلو پر بحث کی ہے کہ عالمی امن اور انصاف کس طرح اسلام اور اس کے ساتھ ساتھ سیکولر تحریکوں کا مشترکہ مقصد ہے۔ وہ اسلام کے تصور جہاد کی تشریح کرتے اور اس فرق کو واضح کرتے ہیں جو اسے تشدد سے الگ کرتا ہے۔ انہوں نے اسلامی نقطہ نگاہ سے حقیقی عدل اور امن کے قیام کے لیے سات بنیادی اصولوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

ڈاکٹر محمود غازی نے بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے اسلامی قوانین اور تعلیمات کی وضاحت کی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ بین الاقوامی تعلقات کے لیے اسلامی نظام قانون کے بنیادی اصول قرآن اور احادیث نبویؐ کی رو سے کیا ہیں، دور اول کے مسلمان فقہاء نے اس بنیادی قانون کی کس طرح وضاحت کی ہے، اور اسلامی معاشروں میں ان پر کس طرح عمل کیا گیا ہے۔ مصنف وضاحت کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے بین الاقوامی قانون کے تصورات کو اس طرح ترقی دی اور ان پر عمل کیا کہ مغرب کا بین الاقوامی قانون آج بھی اس تک پہنچنے کی کوشش ہی کر رہا ہے۔ وہ اسلام اور جدید دنیا کے بین الاقوامی قانون میں نمایاں تعلق کی نشان دہی کرتے ہیں۔

آخری حصہ ڈاکٹر عمر چھاپرا کے ایک اور مقالے پر مشتمل ہے جس میں وضاحت کی گئی ہے کہ اسلامی نظام زندگی میں سماجی و اقتصادی عدل کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ مصنف نے اس خلیج کی نشان دہی کی ہے جو اسلام کے مطلوبہ معیار اور مسلمان ملکوں میں جاری معاشی ترقی کے درمیان پایا جاتا ہے۔ انہوں نے ممتاز مفکروں، خصوصاً ابن خلدون کی آراء کی روشنی میں جائزہ لیا ہے کہ اسلامی تہذیب کے زوال و انحطاط کے اسباب کیا ہیں، اور ان شعبوں کی نشان دہی کی ہے، جن میں مسلم دنیا میں سماجی اقتصادی عدل کی بحالی کے لیے لازماً اصلاحات کی جانی چاہیں اور پھر عدل و انصاف پر مبنی اس نظام کو عالمگیریت کے عمل سے گزرتی پوری دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔

امید ہے قارئین *عالمگیریت کا چیلنج اور مسلمان* (حصہ دوم) میں بھی اپنی دلچسپی اور غور و فکر کا وافر سامان پائیں گے۔ ان تمام مباحث سے اُبھرنے والا بنیادی پیغام یہ ہے کہ اگرچہ عالمگیریت اپنے